امام ترمذی بحیثیت مجتہد مطلق۔۔۔ تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

صائمہ ملک☆
ڈاکٹر محمد حامد رضا☆☆

Abstract:

"Ijtehaad is the name of such an effort and struggle which is done to seek Deeni commands and the persons who do such effort are called mujtahideen. Among such leaders and mujtahideen, Imam Tirmzi (R.A) is also a name who is known to be a great muhaddis in the field of knowledge due to his "Jame". Since both Terms "Jame" and "Sunan" are implemented on his book, therefore the subject of discussion is to fill the research gap with reference to the explanation of his Ijtehaadi status. At first this discussion includes four different opinions. Regarding fiqhi sect of the Imam Sahib. And after that, by providing / in the light of research analysis of such opinions, this point has been established with seven different arguments that he was mujtahid mutlaq."

Keywords: Tirmzi, Fiqh, Sunan, Mujtahid.

امام ترمذی کے فقہی مسلک کے بارے میں مختلف آراء پائی جاتی ہیں۔ بعض حضرات نے انہیں امام شافعی اور امام احمد و اسحٰق رحمہم اللہ علیہم کی طرف منسوب کیا ہے کہ یہ اُن آئمہ کے مقلد تھے۔ کچھ علماء کے نزدیک وہ مجتہد مطلق اور بعض کے نزدیک مجتہد منتسب تھے۔ جبکہ ایک رائے یہ بھی موجود ہے کہ وہ اہلِ حدیث مذہب پر کاربند تھے۔ ذیل میں ان تمام آراء کا ذکر اور اُن کا تحقیقی تجزیہ پیش کرتے ہوئے امام صاحب کی اجتہادی حیثیت کی توضیح موضوعِ بحث ہے۔

امام ترمذی کے فقہی مسلک کے بارے میں علماء کی آراء

محمد انور شاہ کشمیری اُن کو شافعی لکھتے ہیں[1]۔ شاہ ولی اللہ کے نزدیک وہ مجتہد منتسب الیٰ احمد واسحاق ہیں[2]۔ طاہر بن صالح الجزائری نے امام حاکم کے حوالے سے کہا ہے کہ امام ترمذی نہ تو آئمہ مجتہدین

☆ پی ایچ۔ ڈی، ریسرچ اسکالر، شعبہ علومِ اسلامیہ و عربی، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد، پاکستان

☆☆اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ علومِ اسلامیہ وعربی، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد، پاکستان

میں سے تھے نہ مقلد۔ بلکہ اہلِ حدیث کے مذہب پر اور آئمہ حدیث کے اقوال کی طرف مائل تھے۔[۳] شارح شمائل ترمذی فرماتے ہیں کہ آپ احکام ومسائل میں قرآن وسنت کے تابع رہے اور اللہ ربّ العزت نے آپ کو تقلیدِ شخصی، تقلیدِ اعمیٰ سے ماوراء رکھتے ہوئے مجتہد مطلق کے مقام پر فائز کیا۔[۴]

امام ترمذی کے مجتہد مطلق ہونے کے قرائن

مجتہد مطلق وہ ہے جو عام اور خاص دلائلِ شرعیہ سے بذاتِ خود احکامِ شرعیہ اور نئے پیش آنے والے مسائل کا استنباط کرے۔ اس کے ساتھ ساتھ علم فقہ کا حافظ ہو۔ نہ کسی کی تقلید کرتا ہو۔ اور نہ کسی کے مذہب کا مقیّد ہو۔[۵]

امام ترمذی کے فقہی مسلک کے بارے میں چار آراء سامنے آتی ہیں۔ (i) شافعی المسلک (ii) مجتہد منتسب الی احمد واسحاق (iii) مجتہد مطلق (iv) نہ مجتہد تھے نہ مقلّد بلکہ اہلِ حدیث کے مذہب پر عامل تھے۔ سو مذکورہ آراء کے تحقیقی تجزیہ کے تناظر میں امام موصوف کے مجتہد مطلق کے درجہ پر فائز ہونے کے دلائل وشواہد حسبِ ذیل ہیں:

1۔ سنن ترمذی کے مطالعہ سے یہ بات آشکار ہوتی ہے کہ امام ترمذی اکثر مسائل میں امام شافعی، امام احمد واسحاق رحمہم اللہ علیہم کے اقوال کی طرف مائل ہوئے۔ لیکن کچھ مسائل میں وہ کبھی امام شافعی اور کبھی امام احمد واسحاق کے مخالف بھی ہوئے ہیں۔

i۔ مثلاً وہ ''**ابواب الطھارۃ**'' میں قے اور نکسیر کا ناقض وضو ہونا ثابت کرتے ہیں۔ بیانِ حدیث کے بعد فرماتے ہیں کہ امام احمد واسحاق کا مذہب ان کے اثبات کے موافق، جبکہ امام شافعی کی رائے اس کے برعکس ہے۔[۶]

ii۔ اسی طرح ''**باب ماجاء فی تاخیر الظھر فی شدۃ الحر**'' کے قیام سے گرمی کی شدت میں تاخیر ظہر کا حکم مستنبط فرماتے ہیں اور متدل روایت کے بعد مسئلہ ثابتہ سے متعلق مذاہب آئمہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ابن مبارک، امام احمد واسحاق رحمہم اللہ علیہم نے ظہر میں تاخیر کرنے کو اختیار کیا ہے۔ جبکہ امام شافعی نے کہا کہ دیر سے پڑھنے کی رخصت اس صورت میں ہے جب لوگ دور سے مسجد میں آتے ہوں۔ لیکن جو اکیلا ہو یا اپنی قوم کے ساتھ قریب ہی نماز پڑھتا ہو تو اس کے لئے مستحب ہے کہ وہ گرمی کے دنوں میں بھی تاخیر نہ کرے۔ اس کے بعد مصنف فرماتے ہیں کہ امام شافعی کی رائے درج ذیل حدیثِ ابی ذرؓ کے خلاف ہے۔[۷]

"**قال ابوذر :کنامع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر فأذّن بلال بصلوٰۃ الظھر: فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم :"یابلال،أبرد ثم أبرد**"[۸]

(ابوذرؓ نے کہا کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے۔ حضرت بلالؓ نے ظہر کی اذان

دی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بلالؓ! ٹھنڈا ہونے دو پھر فرمایا ٹھنڈا ہونے دو۔ (یعنی تاخیر ظہر کا حکم دیا۔))

اور اگر تاخیر ظہر کی رخصت محض دور سے مسجد میں آنے کی صورت میں ہوتی، جیسا کہ امام شافعی نے کہا تو حدیثِ مذکورہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم حکم تاخیر کیوں دیتے! جبکہ سفر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب لوگ جمع تھے۔ کہیں دور سے نہیں آئے تھے۔(۹) درج بالا استنباط اس جانب صریح اشارہ ہے کہ امام ترمذی اُن آئمہ مجتہدین میں سے تھے جنہوں نے اکابر فقہاء کے اقوال سے استفادہ ضرور کیا لیکن وہ ان کے مقلّد نہیں تھے۔ بلکہ شرعی دلائل میں غور وفکر کے بعد اپنے فہم سے اجتہاد کی جانب متوجہ ہوتے تھے۔ جیسا کہ مسئلہ ہذا میں انہوں نے امام شافعی کی رائے / مسلک کے خلاف اور حدیث ابوذرؓ کے مطابق عمل کو مقدم رکھا۔

iii۔ پھر انہوں نے ''باب ماجاء فی کراہیۃ الصّف بین السّواری'' کے قیام سے یہ مسئلہ ثابت کیا کہ درّوں میں صف بندی کرنا مکروہ ہے۔ مستدل روایت کے بیان کے بعد اختلاف آئمہ کو اِن الفاظ میں ذکر کرتے ہیں:

''**وقد کرہ قوم من اھل العلم أن یصف بین السواری وبہ یقول احمد و اسحاق وقد رخّص قوم من اھل العلم فی ذلك**''(۱۰)

(اور اہلِ علم سے ایک قوم نے درّوں میں صف باندھنا مکروہ رکھا ہے۔ اور امام احمد واسحاق بھی یہی کہتے ہیں۔ جبکہ ایک گروہ کے نزدیک یہ جائز ہے۔)

صاحبِ ''**تحفة الاحوذی**''، ''**وقد رخص قوم من اھل العلم فی ذلك**'' کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ رخصت امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور ابن منذر رحمہم اللہ علیہم کے نزدیک امام پر قیاس کی بناء پر ہے۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کعبہ میں بین السارتین (ستونوں کے درمیان) کھڑے ہوکر نماز پڑھنا ثابت ہے۔(۱۱) واضح ہوا کہ اثباتِ ہذا میں بھی امام صاحب، امام شافعی کے مسلک کے خلاف ہیں۔

iv۔ اسی طرح ثابت کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص امام سے پچھلی صف میں اکیلا کھڑے ہوکر نماز پڑھے تو اس کی نماز واجب الاعادہ ہے۔ مصنف کا یہ استنباط بھی شوافع کے برعکس ہے۔ جیسا کہ اندراجِ حدیث کے بعد لکھتے ہیں کہ کچھ علماء، جن میں امام احمد واسحاق بھی شامل ہیں، کے نزدیک اس پر اعادۂ صلوٰۃ لازم ہے۔ جبکہ سفیان ثوری، ابن مبارک، امام شافعی رحمہم اللہ علیہم اجمعین اور بعض دیگر علماء کی رائے یہ ہے کہ اکیلے میں پڑھی ہوئی نماز بھی اس کے لئے کافی ہوگی۔(۱۲)

v۔ ''**باب ماجاء فی الرجل یصلی لغیر القبلة فی الغیم**'' کے قیام سے بذریعہ مستدل روایت یہ حکم اَخذ کیا کہ اگر کوئی شخص، اندھیرے میں جہتِ قبلہ کا صحیح تعین نہ کر سکے اور بعد میں معلوم ہو کہ اُس

نے غیر قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی ہے تو اس کی نماز جائز ہوگی۔ بیانِ حدیث کے بعد تحریر کرتے ہیں کہ سفیان ثوری، ابن مبارک، امام احمد و اسحاق رحمہم اللہ علیہم کا مذہب بھی یہی ہے۔[۱۳] لیکن امام شافعی کے نزدیک اس پر اعادۂ صلوٰۃ واجب ہے۔[۱۴]

vi۔ **ابواب الزکوٰۃ** میں **زکوٰۃ فی العسل** کا حکم متخرج فرمانے کے بعد لکھتے ہیں کہ اکثر علماء کا عمل اسی حکم کے مطابق ہے۔ اور امام احمد اور اسحاق کا قول بھی وجوبِ زکوٰۃ کے حوالے سے مذکور ہے۔[۱۵] جبکہ امام شافعی ان آئمہ میں سے ہیں جو **زکوٰۃ فی العسل** کے عدم وجوب کے قائل ہیں۔ جیسا کہ ''**الأم**'' میں صراحت مذکور ہے:

''**قال الشافعی :لاصدقه فی العسل**''[۱۶]

(امام شافعی نے کہا کہ شہد میں کوئی زکوٰۃ نہیں ہے۔)

امام ترمذی جس روایت سے استدلال کرتے ہیں۔ اس میں ایک راوی صدقہ ابن عبداللہ ہیں جن کے بارے میں مصنف نے ''**لیس بحافظ**'' کے الفاظ ذکر کیے[۱۷] اور مولانا محمد تقی عثمانی نے تصریح فرمائی کہ ان کے ضعف کی وجہ سے شوافع نے حدیث الباب کو نا قابل استدلال قرار دیا ہے۔[۱۸] لیکن امام موصوف نے ''**وفی الباب عن ابی ھریرۃ و ابی سیارۃ المتعیّ و عبداللہ بن عمرو**''[۱۹] کے ذریعے اس حدیث کے دیگر شواہد کی جانب بھی توجہ دلائی۔ اور اُن کے نزدیک تعدّدِ طرق کی بناء پر ضعیف روایت ''حسن'' کے درجہ میں آ جاتی ہے۔ سو اس نکتہ سے یہ صراحت بھی ملتی ہے کہ امام صاحب بذاتِ خود مجتہد تھے جنہوں نے اپنے اصولوں کو سامنے رکھ کر مسائل فقہ کا اثبات کیا۔ جیسا کہ مقامِ ہٰذا پر انہوں نے ''طرقِ عدیدہ'' کی بناء پر روایت الباب کو لائقِ استدلال سمجھا جبکہ شوافع کے نزدیک وہ قابلِ استدلال نہیں ہے۔

vii۔ اس سلسلہ کی ایک اور مثال **ابواب الطھارۃ** میں ''**باب ماجاء فی بول مایو کل لحمه**'' میں ملتی ہے۔ جس میں وہ مسئلہ ثابت کرتے ہیں کہ جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کے ابوال طاہر ہیں[۲۰] یعنی حالت اضطرار میں اُن کا استعمال مباح ہے۔ مسئلہ ہٰذا (**بول مایؤکل لحمه**) فقہاء کے مابین مختلف فیہ ہے۔ جیسا کہ علامہ انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں کہ مالکیہ اور حنابلہ کے ہاں اُن کے ابوال طاہر، جبکہ احناف اور شوافع کے نزدیک نجس ہیں۔[۲۱] سو اس مقام پر بھی واضح ہوتا ہے کہ مصنف نے امام شافعی کے خلاف اور شریعت کے اوصافِ ضروریہ میں سے ''حفظِ نفس'' کو مقدم رکھتے ہوئے استنباط مسئلہ کا اہتمام کیا۔

viii۔ **ابواب الجنائز** میں **عند طلوع و غروب الشمس صلوٰۃ الجنازہ** کی کراہیت کا اثبات کرتے ہیں۔ جو کہ امام احمد و اسحاق کا مذہب ہے جبکہ امام شافعی کی رائے میں اِن اوقاتِ مکروہہ میں بھی نماز جنازہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔[۲۲]

ix۔ اس کے علاوہ قاتل نفس پر ترکِ صلوٰۃ الجنازہ کا حکم اَخذ کیا جو کہ حنابلہ کا مسلک ہے۔لیکن سفیان ثوری، امام اسحاق کا قول اس کے برعکس ہے۔(۲۳) درج بالا استنباط امام اسحاق کے ساتھ ساتھ امام مالک، امام ابوحنیفہ، امام شافعی کے مذہب کے بھی خلاف ہے۔اس بات کی صراحت مستدل روایت کے حوالے سے امام نووی کی توضیح وتشریح سے ملتی ہے۔(۲۴)

شارح ''سنن ابی داوٗد''، مولانا محمد عاقل، امام ترمذی کے مسلک کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ وہ شافعی ہیں اور سوائے مسئلہ ''ابرادبالظھر'' کے کسی مسئلے میں انہوں نے امام شافعی کی صریح مخالفت نہیں کی۔(۲۵) لیکن مذکورہ بالا تمام امثلہ سے اس رائے کی تردید ثابت ہوتی ہے۔

۲۔ اسی طرح مطالعۂ سنن سے بہت سے ایسے مقامات بھی سامنے آتے ہیں جہاں امام ترمذی استخراج احکام میں امام احمد واسحاق کے مخالف ہوئے۔

i۔ مثلاً انہوں نے ابواب الزکوٰۃ میں'' باب ماجاء فی صدقة الفطر'' کے ذیل میں بذریعہ مستدل روایات مسلم غلاموں کے صدقۂ فطر کی ادائیگی کا حکم اَخذ کیا۔اور اس کے بعد وہ اس مسئلہ سے متعلق اختلافِ آئمہ کو بیان کرتے ہیں جس سے واضح ہوتا ہے کہ اُن کا استنباط شوافع اور حنابلہ کے تو موافق، لیکن امام اسحاق کے مسلک کے خلاف ہے۔یعنی ان کے نزدیک غیر مسلم غلاموں کے صدقۂ فطر کی ادائیگی بھی لازم ہے۔(۲۶)

ii۔ پھر ثابت کرتے ہیں کہ رمضان کے لیے شھادةِ رؤیتِ ھلال کے سلسلے میں ایک مرد کی گواہی کافی ہے۔مصنف کے بقول ابن مبارک، امام شافعی، امام احمد رحمہم اللہ علیہم نے بھی ایسا ہی کہا ہے۔جبکہ امام اسحاق کے نزدیک دو اشخاص کی گواہی ضروری ہے۔(۲۷)

iii۔ اسی طرح انہوں نے ''باب ماجاء فی السواك للصائم'' کے قیام سے صائم کے لئے دن کے کسی بھی وقت کی قید سے ماوراء مسواک کرنے کا جواز ثابت کیا۔اور فرمایا کہ شوافع کے نزدیک اوّل وآخرالنہار میں کچھ مضائقہ نہیں لیکن امام احمد واسحاق کے نزدیک آخرالنہار میں مسواک کرنا مکروہ ہے۔(۲۸)

iv۔ ابواب الجنائز میں ترك الصلوٰة علی الشھید کا حکم اَخذ کیا۔بیانِ حدیث کے بعد مذاہب آئمہ کے اختلاف کا اندراج کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اہلِ مدینہ، امام شافعی، امام احمد کا مسلک یہی ہے۔لیکن سفیان ثوری، اہل کوفہ، امام اسحاق صلوٰة علی الشھید کے قائل ہیں۔اور اُن کا استدلال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اُس حدیثِ مبارکہ سے ہے جس میں'' انه صلّٰی علی حمزة'' (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہؓ کی نمازِ جنازہ پڑھی) کے الفاظ ہیں۔(۲۹)

۳۔ اس کے علاوہ مصنف نے کچھ ایسے مسائل کو بھی ثابت کیا جو امام شافعی، امام احمد واسحاق رحمہم اللہ علیہم، تینوں کے مسالک کے برعکس ہیں۔

i۔ مثلاً ابواب الزکوٰۃ میں زیور پر زکوٰۃ کا حکم اَخذ کرتے ہیں۔ جو سفیان ثوری، عبداللہ بن مبارک کا مذہب ہے جبکہ امام مالک اور مذکورہ آئمہ ثلاثہ زکوٰۃ الحلی کے عدم وجوب کے قائل ہیں۔(۳۰)

ii۔ اسی طرح ابواب الجنائز میں رفع الیدین علی الصلوٰۃ الجنازۃ کا حکم مستنبط کیا۔ اس مسئلہ سے متعلق اختلافِ آئمہ کی تصریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ابنِ مبارک، امام شافعی، امام احمد واسحاق رحمہم اللہ علیہم اجمعین ہر تکبیر کے وقت رفع الیدین کے قائل ہیں۔ اور سفیان ثوری، اہلِ کوفہ کا قول یہی ہے کہ محض تکبیرِ اولیٰ کے وقت ہاتھ اٹھائے جائیں(۳۱) اثباتِ مسئلہ کے سلسلے میں امام ترمذی کو دیکھا جائے تو انہوں نے احناف کی دلیل کو نقل کیا جو رفع الیدین عندالتکبیر الأولیٰ سے متعلق کچھ اس طرح سے درج ہے:

"عن ابی هریرة أن رسول الله صلی الله علیه وسلم کبّرعلی جنازة فرفع یدیه فی اوّل تکبیرةووضع الیمنی علی الیسری"(۳۲)

(حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنازے پر اللہ اکبر کہا اور پہلی تکبیر کے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا۔ پھر دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ لیا۔)

جبکہ اختلافِ مذکورہ سے واضح ہوتا ہے کہ آئمہ ثلاثہ رفع الیدین عند فی کل تکبیر کے قائلین میں سے ہیں۔ جس کا جواز امام بخاری کی بیان کردہ درج ذیل روایتِ ابن عمرؓ سے ملتا ہے:

"عن ابن عمر رضی الله عنه انه کان یرفع یدیه فی کل تکبیرة علی الجنازة"(۳۳)

(حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ وہ نمازِ جنازہ میں ہر تکبیر کے وقت اپنے ہاتھ اُٹھاتے تھے۔)

اس سے معلوم ہوا کہ مقامِ ہٰذا پر بھی امام ترمذی کا استنباط مسلکِ احناف کے موافق اور امام شافعی، امام احمد واسحاق رحمہم اللہ علیہم اجمعین کے مذاہب کے برعکس ہے۔ صاحبِ "العرف الشذی" لکھتے ہیں "والخلاف فی الأ فضیلة"(۳۴) گویہ اختلاف محض افضلیت میں ہے لیکن اندراجِ متدل میں مصنف کے فقہی رجحان سے ان کے مجتہد مطلق ہونے کی تائید ملتی ہے۔ کیونکہ ترجمۃ الباب کے الفاظ "باب ماجاء فی رفع الیدین علی الجنازة" ہیں۔ جو کہ مطلق ہیں۔ ان میں "فی التکبیر الأول" یا "فی کل تکبیر" کی قید مذکور نہیں ہے۔ اور مطلق ترجمہ کے ذیل میں ابن عمرؓ کی روایت کا انتخاب یا اندراج بھی ممکن تھا لیکن امام موصوف نے "عمل صحابیؓ" پر "سنت" کو مقدم رکھا اور اپنے انتخاب حدیث سے کنایتاً اس جانب اشارہ فرما دیا کہ وہ کسی امام کے مقلد نہیں بلکہ استنباطِ احکام میں قرآن وسنت کے تابع تھے۔

مذکورہ بالا تمام مباحث میں امام صاحب کا کبھی امام شافعی، کبھی امام احمد واسحاق اور کبھی ان تینوں آئمہ فقہ کے خلاف مسائل کا استخراج ان کے غیر مقلّد ہونے کا بیّن ثبوت ہے۔ اور اس جانب صریح رہنمائی کر رہا ہے کہ انہوں نے اپنی "سنن" میں محض اُن روایات کے ذکر کا اہتمام کیا ہے جو کسی نہ کسی امام کا مذہب ہوں۔

۴۔ کسی مصنف کے فقہی مسلک کا اندازہ اس کے تراجم ابواب سے ہوتا ہے۔[۳۵] اس رائے کے تناظر میں اگر سنن ترمذی کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کے مصنف نے بالاہتمام کسی ایک امام کی اتباع میں عنواناتِ ابواب قائم نہیں کئے بلکہ کچھ مسائل میں اُن تمام روایات کو بیان کرنے کے لئے الگ الگ قیامِ تراجم کا اہتمام کیا جو امام شافعی، امام احمد و اسحاق رحمہم اللہ علیہم اجمعین، تینوں آئمہ کا مستدل ہوں/جن کے مطابق آئمہ ثلاثہ کا عمل رہا ہو۔

i۔ مثلاً ابواب الطھارۃ میں "باب ماجاء فی النھی عن البول قائما"[۳۶] (کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کے بیان میں) کے بعد اگلا باب "باب ماجاء من الرخصة فی ذلك" (کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی رخصت میں) بھی قائم کرتے ہیں[۳۷] شوافع کے نزدیک بول قائماً بلا عذر جائز نہیں[۳۸] جبکہ حنابلہ نے اس مسئلہ سے متعلق نبی ﷺ سے ممانعت کے عدم اثبات اور تعامل صحابہؓ (امیر المؤمنین علیؓ و عمرو بن زید بن ثابتؓ) کی بناء پر بول قائماً کو رشاش البول سے امن کی صورت میں بلا کراہت جائز قرار دیا ہے۔[۳۹] مسئلہ ہذا میں سنن ابی داؤد کو دیکھا جائے تو وہ "باب الاستبراء من البول"[۴۰] کے قیام سے امرِ بول میں احتیاط کو تو ثابت کرتے ہیں جو کہ کنایتاً بول قاعداً کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ احتیاط، بول قاعداً کو مقتضی ہے۔ لیکن امام ابوداؤد اس کے بعد صریح الفاظ میں "باب البول قائما"[۴۱] کے قیام سے محض اس کا جواز ثابت کرتے ہیں۔ نہی کی روایات ذکر نہیں کرتے جو کہ دیگر آئمہ کا مذہب ہیں۔ کیونکہ اُن کے بارے میں رائے موجود ہے کہ وہ حنبلی المسلک ہیں۔

ii۔ پھر ابواب الطھارۃ میں ہی "باب ماجاء فی کراھیة فضل طھور المرأة" (عورت کے بچے ہوئے پانی سے طہارت کی کراہیت کے بیان میں) کا عنوان قائم کیا۔ امام احمد و اسحاق فضل طھور المرأة کی کراہیت کے قائل ہیں[۴۲] جبکہ سفیان ثوری، مالکیہ اور شوافع کے نزدیک اس پانی کا استعمال جائز ہے۔ اور ان کے موقف کو ثابت کرنے کی غرض سے امام ترمذی بابِ مذکورہ کے ساتھ ہی "باب ماجاء فی الرخصة فی ذلك" (اس کے جائز ہونے کے بیان میں) کا ترجمہ بھی ذکر کرتے ہیں۔[۴۳]

iii۔ اس کے علاوہ ابواب الصلوٰۃ میں اس سلسلہ کی مثال سامنے آتی ہے۔ جہاں وہ نماز میں بسم اللہ کے جھر اور ترکِ جھر، دونوں کے حوالے سے دلائل ذکر کرتے ہیں۔ ترکِ جھر امام احمد و اسحاق کا مذہب ہے۔ جس کے لئے انہوں نے "باب ماجاء فی ترك الجھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" قائم کیا۔[۴۴] اور جھراً پڑھنا امام شافعی کا مسلک ہے۔ جس سے متعلق "باب من رأی الجھر بسم اللہ الرحمن الرحیم" کا عنوان لاتے ہیں۔[۴۵]

iv۔ پھر "باب کیف القرأة فی الکسوف" (نماز کسوف کی قرأت کے بیان میں) کے ذیل میں

قرأة فی صلوٰة الکسوف کے حوالے سے قراء ۃ سرّی اور جھری، دونوں سے متعلق روایات ذکر کرتے ہیں۔ اور لکھتے ہیں کہ شوافع قراء ۃ سرّی جبکہ مالکیہ، امام احمد واسحاق قراء ۃ جھری کے قائلین میں سے ہیں۔ (۴۶)

۷۔ ابواب الجنائز میں انہوں نے ''باب ماجاء فی المشی امام الجنازۃ''(جنازے کے آگے چلنے کے بیان میں) کا عنوان قائم کیا جو مذہب حنابلہ اور شوافع کا ترجمان ہے۔(۴۷) اور اس کے فوراً بعد وہ ''باب ماجاء فی المشی خلف الجنازۃ''(جنازے کے پیچھے چلنے کے بیان میں) کا ترجمہ ذکر کرتے ہیں جو بقول مصنف، سفیان ثوری اور امام اسحاق کا مسلک ہے۔ (۴۸)

سو اگر امام صاحب کسی امام کے مقلّد ہوتے تو وہ امام شافعی، امام احمد واسحاق رحمہم اللہ علیہم میں سے کسی ایک امام کے مسلک/مذہب سے متعلق تراجم ابواب اور ان کے متدلات کو بالا ہتمام ذکر کرتے۔ لیکن مذکورہ بالا امثلہ اس جانب مصرح ہیں کہ وہ ان آئمہ ثلاثہ کی تقلید کے حصار سے آزاد تھے۔ اس بات کی تائید ابراہیم بن عبداللطیف ٹھٹوی کے قول سے بھی ملتی ہے جو امام ترمذی کے مقلّد ہونے کے حوالے سے پائی جانے والی غلط فہمی کا ازالہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ امام مسلم وترمذی کیبارے میں عموماً یہ سنا گیا ہے کہ وہ شافعی ہیں۔ لیکن وہ امام شافعی کے مقلّد نہیں بلکہ مجتہد ہیں۔ جن کا استنباط فقہ شافعی کے موافق ہے۔ پھر وہ امام ذہبی کی رائے کے ذریعے امام ترمذی کے اجتہاد کی طرف اشارہ کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ درحقیقت محمد بن احمد ترمذی، شافعی ہیں۔ اور صاحبِ ''سنن''، جن کا نام محمد بن عیسیٰ بن سورہ ترمذی ہے، مجتہد ہیں۔ اور جس شخص نے اُن کو شافعی کہا اُس سے لفظ ''ترمذی'' کی وجہ سے غلطی ہوئی ہے اور اُس نے تحقیق سے کام نہیں لیا۔ (۴۹)

۵۔ پھر امام ترمذی کے بارے میں یہ رائے بھی موجود ہے کہ وہ محض محدثین کے مذہب پر تھے نہ کہ مجتہد لیکن ان کی تصنیف کا بنظرِ غائر مطالعہ کیا جائے تو ان کی فقیہانہ اور مجتہدانہ صلاحیت، خالصیت کے ساتھ عیاں ہوتی ہے۔ اندراج متدلات کے بعد امام موصوف کا مسئلہ ثابتہ سے متعلق تعامل واقوال فقہاءِ اُمت اور اختلافِ فقہاءِ اُمت کو بیان کرنا حدیثی مہارت کے ساتھ ساتھ فقہ واجتہاد میں بھی اُن کی بصیرتِ تامّہ اور ممتاز حیثیت کا بیّن ثبوت ہے۔ ایک فقیہہ کے لئے ''حدیث بیان'' کے ساتھ ساتھ ''حدیث دان'' کے منصب پر بھی فائز ہونا لازم ہے۔ اور امام ترمذی کا شمار بلاشبہ اُن آئمہ میں کیا جا سکتا ہے جو احادیثِ احکام کے سمندر میں غوطہ زن ہو کر اس میں مخفی نایاب فقہی موتیوں کو دریافت کر لینے کے فن سے آراستہ تھے۔

أ۔ جیسا کہ ''باب ماجاء ویل للأعقاب من النار'' کے ذیل میں حدیث بیان کرتے ہیں:

''قد روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال: ویل للأعقاب و بطون الأقدام من النار''(۵۰)

(اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے۔ کہ انھوں نے فرمایا ایڑیوں اور تلووں کے لئے دوزخ کی آگ سے ہلاکت ہے۔)

بیانِ حدیث کے بعد اپنے ''حدیث دان'' ہونے کی دلیل اِن الفاظ میں فراہم کرتے ہیں:

''وفقه هذاالحديث انه لايجوزالمسح على القدمين اذالم يكن عليهما خفّان أوجوربان''(۵۱)

(اور اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ پیروں پر اُس وقت تک مسح کرنا جائز نہیں جب تک اُن پر موزہ یا جراب نہ ہو۔)

ii۔ ابواب الصلوٰة میں ''باب ماجاء لاصلوٰة بعد طلوع الفجر الاركعتين'' کے اثبات کے لئے درج ذیل حدیث مبارکہ ذکر کرتے ہیں:

''عن ابن عمر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لاصلوٰة بعدالفجر الا سجدتين''(۵۲)

(حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طلوعِ فجر کے بعد سوائے دوسنت رکعتوں کے اور کوئی نماز نہیں ہے۔)

روایت مذکورہ میں ''سجدتین'' کا لفظ فہم فقاہتِ حدیث میں اجمال پیدا کر رہا ہے۔ جس کی تفسیر امام ترمذی کچھ اس انداز سے کرتے ہیں:

''ومعنى هذاالحديث انما يقول:لاصلوٰة بعد طلوع الفجر الاركعتى الفجر''(۵۳)

(اور اس حدیث کے معنی یہی ہیں کہ طلوع فجر کے بعد سوائے دو رکعت فجر کے کوئی نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔)

واضح ہوا کہ ''سجد تین'' سے مراد فجر کی دو رکعتیں ہیں۔

iii۔ ابواب الصوم میں صوم يوم السبت کی ممانعت کا اثبات کرنے کے لئے حسب ذیل روایت کا اندراج کرتے ہیں:

''أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال:''لاتصوموايوم السبت الافيما افترض (اللّٰه)عليكم''(۵۴)

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فقط ہفتے کے دن کا روزہ نہ رکھو سوائے اس روزے کے جو اللہ نے تم پر فرض کیا ہے۔)

صوم يوم السبت کی ممانعت علی الاطلاق ہے!! یا محض ہفتے کا دن مخصوص کر لینے کی صورت میں ہے!! حدیث الباب کے اس فقہی اشکال کو مصنف اپنے قول، ''ومعنى الكراهية في هذاأن يختص الرجل يوم السبت بصيام'' سے دور کرتے ہوئے فہم مسئلہ میں سہولت پیدا کر دیتے ہیں کہ کراہیت سے مراد یہ ہے کہ خاص ہفتے کے دن کا روزہ مقرر کر لیا جائے۔ اور وجہِ کراہیت یہ بیان

کرتے ہیں کہ یہودیوم السبت کی تعظیم کرتے تھے۔(۵۵) سومعلوم ہوا کہ حدیث الباب میں صوم یوم السبت کی ممانعت بصورتِ تخصیص ہے۔

iv۔ ابو اب الحج میں"باب ماجاء فی رمی الجمار راکباً وماشیاً"(سوار ہوکراور پیدل چل کر رمی کرنے کے بیان میں) کے ذیل میں حدیث ابن عباسؓ ذکر فرماتے ہیں:

"عن ابن عباس :أن النبی صلی الله علیه وسلم رمی الجمرة یوم النحر راکبا"(۵۶)

(حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نحر کے دن جمرے پر سوار ہوکر کنکریاں ماریں۔)

اس روایت کوتحریر کرنے کے بعداس میں مخفی گوہر کو کچھ اس طرح متعارف کرواتے ہیں:

"ووجه هذاالحدیث عند ناانه رکب فی بعض الأیام لیقتدی به فی فعله"(۵۷)

اوراس حدیث کی تاویل ہمارے نزدیک یہ ہے کہ بعض ایام میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوار ہوکر رمی کی ہوگی تاکہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کو دیکھ کر سیکھ لیں۔)

v۔ ابو اب الحج ہی میں ایک اور روایت کا اندراج کرتے ہیں:

"عن ابن عباس أن النبی صلی الله علیه وسلم قال: دخلت العمرة فی الحج الی یوم القیامة"(۵۸)

(حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمرہ قیامت کے دن تک حج میں داخل ہوگیا ہے۔)

بیانِ حدیث کے بعد امام ترمذی،"ومعنی هذاالحدیث أن لابأس بالعمرة فی أشهر الحج"(اوراس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے) کے الفاظ سے نہ صرف اس روایت کے فقہی اسرار کی نقاب کشائی کرتے ہیں/اسے پردہ اٹھاتے ہیں بلکہ امام شافعی، امام احمد واسحاق رحمہم اللہ علیہم کے اقوال سے اپنی توضیح کو تائید واستحکام فراہم کرنے کی غرض سے لکھتے ہیں کہ تینوں آئمہ نے بھی حدیثِ مذکورہ کی یہی تفسیر فرمائی ہے۔اس کے بعد امام ترمذی مزید تصریح فرماتے ہیں کہ اہلِ جاہلیت حج کے مہینوں میں عمرہ نہیں کرتے تھے۔جب اسلام آیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی اجازت مرحمت فرمادی۔سواس کے بعد عمرہ قیامت کے دن تک حج میں داخل ہوگیا۔ یعنی حج کے مہینوں میں عمرہ ادا کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے۔(۵۹)

۶۔ مقامِ ہذا تک امام صاحب کی تقلید شخصی سے ماورائیت اورفقیہانہ/فقہی شخصیت واضح ہوتی ہے۔اور جہاں تک اُن کی فقہی حیثیت کا تعلق ہے تو اس کی صراحت سنن ترمذی میں مذکور"عندنا"، "اصحابنا"،"عنداصحابنا" کی اصطلاحات سے ملتی ہے۔جن کے استعمال سے امام ترمذی نے اپنے مجتہد مطلق ہونے کا واضح اشارہ دیا کہ اُن کی،اُن کے اصحاب کی امام شافعی، امام احمد واسحاق رحمہم اللہ علیہم اور دیگر فقہاء سے الگ ایک جماعت تھی جو اپنا فقہی تشخص رکھتی تھی۔"سنن"

میں اکثر مقامات پر یہ دلیل مذکور ہے۔

i۔ جیسا کہ ابواب الطھارۃ میں اسراف فی الوضوء کی کراہیت ثابت کرنے کے بعد ضعفِ راوی کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

"وخارجة ليس بالقوى عند اصحابنا وضعّفه ابن المبارك"(۶۰)

(اور خارجہ ہمارے اصحاب کے نزدیک کچھ قوی نہیں اور ابن مبارک نے بھی انہیں ضعیف کہا ہے)

ii۔ دودھ پی کر کلّی کرنے کا حکم اَخذ کرتے ہیں اور اس حوالے سے آراءِ فقہا کو اِن الفاظ میں تحریر کرتے ہیں:

"وقد رأى بعض اهل العلم المضمضة من اللبن وهذاعندناعلى الاستحباب ولم ير بعضهم المضمضة من اللبن"(۶۱)

(اور بعض علماء نے کہا کہ دودھ پی کر کلی کرنا ضروری ہے۔ ہمارے نزدیک یہ مستحب ہے اور بعضوں کے نزدیک مستحب نہیں۔)

iii۔ اسی طرح انہوں نے ابواب الصلوٰۃ میں یہ مسئلہ ثابت کیا کہ جو شخص نماز پڑھنا بھول جائے، تو اسے جب یاد آئے پڑھ لے۔ اثباتِ مسئلہ کے لئے جو روایات لائے ان میں سے ایک روایت، حضرت علیؓ بن ابی طالب سے جبکہ دوسری ابی بکرہ سے مروی ہے۔ حضرت علیؓ کا قول وقت کی قید سے ماوراء ہے۔ یعنی نماز کا وقت ہو یا نہ ہو، جب بھی یاد آئے نماز پڑھ لے۔ اور ابی بکرہ کا عمل یہ تھا کہ وہ عصر کے وقت سو گئے اور سورج غروب ہونے کے وقت بیدار ہوئے تو انہوں نے سورج کے ڈوب جانے تک نماز نہ پڑھی۔ یعنی روایتِ ابی بکرہ کے مطابق عند غروب الشمس ادائیگیٔ نماز درست نہیں۔ امام ترمذی ان روایات کے تناظر میں فرماتے ہیں کہ امام شافعی، امام احمد واسحاق رحمہم اللہ علیہم اجمعین کا قول یہی ہے کہ نماز ادا کر لی جائے خواہ وقت ہو یا نہ ہو۔(۶۲) اور پھر اپنے اصحاب کا مسلک ذکر کرتے ہیں:

"وأمااصحابنا فذهبوا الى قول على بن ابى طالب (رضى الله عنه)"(۶۳)

(اور ہمارے اصحاب نے حضرت علیؓ کے قول کو اختیار کیا ہے۔)

iv۔ پھر "باب ماجاء فيمن ادرك ركعة من العصرقبل أن تغرب الشمس" کے قیام سے بذریعہ مستدل روایت ثابت کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص غروبِ آفتاب سے قبل نماز عصر کی ایک رکعت بھی پالے تو اس کی نمازِ عصر ادا ہوگئی۔(۶۴) اور اس حوالے سے مذاہبِ فقہاء کو بیان کرتے ہیں:

"وبه يقول اصحابنا(و)الشافعى واحمد واسحاق"(۶۵)

(اور ہمارے اصحاب، امام شافعی، امام احمد واسحاق رحمہم اللہ علیہم کا بھی یہی قول/مذہب ہے۔)

مذکورہ بالا دونوں امثلہ سے واضح ہوتا ہے کہ امام ترمذی اور ان کے اصحاب ایک انفرادی فقہی جماعت رکھتے تھے جو امام شافعی، امام احمد واسحاق رحمہم اللہ علیہم اجمعین کی جماعتوں سے الگ تھی۔

۷۔ ابواب الصلوٰۃ میں ہی كراهية الخروج من المسجد بعد الأذان کا حکم اَخذ کرنے کے

بعد فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اُن کے بعد کے علماء کا عمل اسی حکم کے مطابق ہے کہ بغیر عذر (یعنی وضو نہ ہو یا کوئی امرِ ضروری ہو) کے اذان کے بعد مسجد سے نکلنا جائز نہیں۔ اور ابراہیم نخعی کے بقول جب تک تکبیر شروع نہ ہو، نکلنا جائز ہے۔[۶۶] پھر اپنے اصحاب کا مذہب کچھ اس انداز سے تحریر کرتے ہیں:

"قال ابو عیسیٰ: وهذا عندنا لمن له عذر فی الخروج منه"[۶۷]

(ابوعیسیٰ نے کہا کہ ہمارے نزدیک اسی کے لئے نکلنا جائز ہے جسے کوئی عذر ہو۔)

vi۔ افتتاحِ صلوٰۃ اور فراغتِ قرأت کے بعد امام کے سکتہ کرنے کا حکم اخذ کیا۔ پھر اس مسئلہ سے متعلق اہلِ علم کے استحباب کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"وبه یقول احمد واسحاق وأصحابنا"[۶۸]

(اور امام احمد واسحاق اور ہمارے اصحاب کا بھی یہی قول ہے۔)

اس مقام پر بھی واضح دلیل ملتی ہے کہ امام صاحب کی فقہی جماعت، امام احمد واسحاق سے الگ تھی۔

vii۔ "باب ماجاء کیف النهوض من السجود" کے قیام سے بذریعہ مستدل روایت ثابت کرتے ہیں کہ سجدے کے بعد جلسۂ استراحت کا اہتمام کیا جائے۔ اندراجِ روایت کے بعد فرماتے ہیں:

"والعمل علیه عند بعض اهل العلم وبه یقول اسحاق وبعض اصحابنا"[۶۹]

(اور بعض اہلِ علم کا عمل اسی پر ہے۔ اور امام اسحاق، ہمارے بعض اصحاب بھی یہی کہتے ہیں۔)

viii۔ تشہد میں اشارہ کرنے کا حکم مستنبط کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"والعمل علیه عند بعض اهل العلم من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم والتابعین: یختارون الاشارة فی التشهد وهو قول اصحابنا"[۷۰]

(اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ اور تابعین سے بعض اہلِ علم کا عمل اسی پر ہے کہ وہ تشہد میں اشارہ کرنے کو اختیار کرتے ہیں۔ اور ہمارے اصحاب کا بھی یہی قول ہے۔)

ix۔ پھر انہوں نے مسئلہ ثابت کیا کہ جب کوئی مسجد میں داخل ہو تو دو رکعت نماز پڑھ لے اور حدیث سے استدلال کے بعد ان الفاظ کو ذکر کیا:

"والعمل علی هذا الحدیث عند اصحابنا"[۷۱]

(اور ہمارے اصحاب کا عمل اسی حدیث پر ہے۔)

x۔ "باب ماجاء فی استقبال الامام اذا خطب" (جب امام خطبہ پڑھے تو اس کی طرف اپنا منہ کر لینے کے بیان میں) کے ذیل میں ضعفِ راوی کا بیان کرتے ہیں:

"ومحمد بن الفضل بن عطیة ضعیف ذاهب الحدیث عند اصحابنا"[۷۲]

(اور محمد بن فضل بن عطیہ ہمارے اصحاب کے نزدیک ضعیف، ذاھب الحدیث ہیں۔)

xi۔ اس حوالے سے ایک دلیل ابواب الزکوٰۃ میں بھی ملتی ہے۔ جہاں امام موصوف ثابت کرتے ہیں

کہ اگر کسی کے پاس پچاس درہم ہوں تو اس کو زکوۃ لینا جائز نہیں۔ پھر انہوں نے اندراجِ مستدلات کے بعد لکھا:

"والعمل علی هذا عند بعض اصحابناوبه یقول الثوری وعبدالله بن المبارك واحمد واسحاق"۔(۷۳)

(اور ہمارے بعض اصحاب کا عمل اسی پر ہے۔ اور سفیان ثوری، عبداللہ بن مبارک، احمد واسحاق کا قول بھی یہی ہے۔)

xii۔ اس کے علاوہ انہوں نے ابواب الجنائز میں "باب کیف الصلوٰۃ علی المیت والشفاعة له" (نماز جنازہ کی کیفیت اور میت کے لئے شفاعت کرنے کے بیان میں) کے ذیل میں حدیث مالک بن ھبیرۃ کے سلسلۂ سند کو (جو کہ "عبدالله بن المبارك ویونس بن بکیر عن محمد بن اسحاق عن یزید بن ابی حبیب عن مرثد بن عبدالله الیزنی قال: کان مالك بن هبیرة......" کے الفاظ میں موجود ہے)، ابراہیم بن سعد کے طریقِ روایت کے مقابلے میں اس بناء پر ترجیح دی کہ انہوں نے مرثد اور مالک بن ھبیرہ کے درمیان ایک مجہول راوی کا واسطہ ذکر کیا ہے۔(۷۴) جیسا کہ وہ لکھتے ہیں:

"ورواية هؤلاء أصح عندنا"۔(۷۵)

(اور یہ روایت (اوّل الذکر) ہمارے نزدیک اصح ہے۔)

۷۔ اسی طرح جو حضرات امام ترمذی کو محدثین کے مذہب پر عامل سمجھتے ہیں۔ اُن کی رائے سنن ترمذی میں مذکور "اهلالحدیث"، "اصحاب الحدیث" اور "بعض المحدثین" کی اصطلاحات سے بھی ماند پڑتی ہے۔ جن کا مصنف نے اکثر مقامات پر ذکر فرما کر اس جانب متوجہ کیا کہ اگر وہ اہلِ حدیث کے مذہب پر ہوتے، یا اگر "عندنا"، "اصحابنا"، "عنداصحابنا" سے محدثین کی ہی جماعت مراد ہوتی تو وہ ان اصطلاحات کے ذکر پر اکتفا کرتے۔ اور ان سے الگ "اهل الحدیث"، "اصحاب الحدیث"، "بعض المحدثین" کی اصطلاحات کا اپنی تصنیف میں التزام نہ کرتے۔ لیکن امام موصوف کا یہ اندراج "عندنا"، "اصحابنا" اور "عنداصحابنا" سے جماعتِ محدثین کے مراد نہ ہونے اور ان کے مجتہد مطلق ہونے پر واضح دلالت کرتا ہے۔ ذیل میں ان مقامات کی نشاندہی کی جاتی ہے:

(i) "وابن لهیعة ضعیف عنداهل الحدیث"۔(۷۶)

(ii) "عبدالکریم بن ابی المخارق وهو ضعیف عند اهل الحدیث"۔(۷۷)

(iii) "وخالد(بن عبداللّٰه)ثقة حافظ عنداهل الحدیث"۔(۷۸)

(iv) "والعلاء بن عبدالرحمٰن هو ابن یعقوب الجهنی(الحرقی)وهو ثقة عنداهل الحدیث"۔(۷۹)

(v) "وقد تکلم بعض اهل الحدیث فی محمد بن جابر وایوب بن عتبة"۔(۸۰)

(vi) "وابواسرائیل اسمه(اسماعیل بن ابی اسحاق) ولیس (هو) بذلك القوی عند اهل الحدیث"(۸۱)

(vii) "وفی حدیث حصین......فاختلف اهل الحدیث فی هذا"(۸۲)

(viii) "وخالد بن ایاس (هو)ضعیف عنداهل الحدیث"(۸۳)

(ix) "واختار(اکثر)اصحاب الحدیث أن لایقرإ الرجل اذا جهر الامام بالقراء ة"(۸۴)

(x) "وعبدالرحمٰن بن زیاد(بن أنعم)هوالافریقی وقد ضعّفه بعض اهل الحدیث منهم یحییٰ بن سعید القطان و احمد بن حنبل"(۸۵)

(xi) "وقدوهم بعض المحدثین فی هذاالحدیث"(۸۶)

(xii) "والحسن هوابن عمارة وهو ضعیف عند اهل الحدیث"(۸۷)

(xiii)"وأمااکثر اهل الحدیث فیحتجون بحدیث عمروبن شعیب"(۸۸)

(xiv) "ویزید بن عیاض ضعیف عند اهل الحدیث"(۸۹)

(xv) "وعبدالله بن عطاء ثقة عند اهل الحدیث"(۹۰)

(xvi) "وقدتکلم بعض اهل الحدیث فی سعد بن سعید من قبل حفظه"(۹۱)

(xvii) "ابوبکرضعیف عند اهل الحدیث"(۹۲)

(xviii) "واهل الحدیث یختارون التمتع بالعمرة فی الحج وهوقول الشافعی واحمد واسحاق"(۹۳)

(xix) "وأیمن بن نابل هوثقة عند اهل الحدیث"(۹۴)

(xi) "وأهل الحدیث کلهم یرون أن الحدیث المرسل فی ذلك أصحّ"(۹۵)

امام ترمذی کا کبھی امام شافعی، امام احمد واسحاق رحمہم اللہ علیہم کے موافق اور کبھی مخالف مسائل کا استنباط کرنا، ان حضرات کی آراء کے رد کی طرف اشارہ ہے جنہوں نے انہیں آئمہ ثلاثہ کا مقلّد قرار دیا۔ بیانِ حدیث کے بعد تعامل واقوال فقہاءِ اُمت، اختلافِ اُمت کے ذکر اور حدیث دانی کے فن کے اظہار سے اُن علماء کی رائے ماند پڑتی ہے جن کا شعوری فیصلہ انہیں بحیثیت محدث تو مانتا ہے لیکن ان کی مجتہدانہ حیثیت کو تسلیم کرنے سے قاصر ہے۔

اسی طرح "اهل الحدیث"، "اصحاب الحدیث"، "بعض المحدثین" کی اصطلاحات سے اہلِ حدیث کے مذہب و رائے کا بیان، جبکہ "عندنا"، "اصحابنا" اور "عند اصحابنا" کی اصطلاحات سے اہلِ حدیث کی بجائے امام ترمذی، ان کے اصحاب کا مذہب مراد ہونا، نہ صرف اُن کے مجتہدِ مطلق ہونے کی روشن دلیل ہے۔ بلکہ اُن آئمہ کے لئے چراغِ راہ بھی ہے جن کو یہ گمان تھا کہ امام موصوف کی منزل اجتہاد کی بجائے محض اہلِ حدیث کے مذہب پر عامل / فائز ہونا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ کشمیری، انور شاہ، العرف الشذی شرح سنن الترمذی، ج ۱، ص ۱۲

۲۔ شاہ ولی اللہ، الانصاف فی بیان اسباب الاختلاف، ص ۸۶

نعمانی، محمد عبدالرشید، ماتمس الیہ الحاجۃ لمن یطالع سنن ابنِ ماجہ، ج ۱، کراچی: قدیمی کتب خانہ، س ن، ص ۲۶

۳۔ الجزائری، طاہر بن صالح، توجیہ النظر الی اصول الأثر، ج ۱، حلب: مکتبۃ المطبوعات الاسلامیۃ، ۱۴۱۶ھ، ص ۴۳۸

۴۔ محمد جوناگڑھی، مولانا، خصائل محمدی شرح شمائل ترمذی، لاہور: مکتبہ محمدیہ، س ن، ص ۵۳

۵۔ احمد بن حمدان، ابوعبداللہ، صفۃ الفتوی والمفتی والمستفتی، بیروت، المکتب الاسلامی، ۱۳۹۷ھ، ص ۱۶

۶۔ ترمذی، امام، جامع، ابواب الطہارۃ، باب ماجاء فی الوضوء من القیٔ والرعاف، رقم الحدیث ۸۷

۷۔ ایضاً، ابواب الصلوٰۃ، باب ماجاء فی تاخیر الظہر فی شدۃ الحر، رقم الحدیث ۱۵۷

۸۔ ایضاً

۹۔ ایضاً

۱۰۔ ایضاً، باب ماجاء فی کراہیۃ الصّف بین السواری، رقم الحدیث ۲۲۹

۱۱۔ مبارکپوری، عبدالرحمٰن، تحفۃ الاحوذی بشرح جامع الترمذی، ج ۲، ص ۱۹

۱۲۔ ترمذی، امام، جامع، ابواب الصلوٰۃ، باب ماجاء فی الصلوٰۃ خلف الصّف وحدہ، رقم الحدیث ۲۳۰

۱۳۔ ایضاً، باب ماجاء فی الرجل یصلی لغیر القبلۃ فی الغیم، رقم الحدیث ۳۴۵

۱۴۔ شافعی، محمد بن ادریس، الأم، ج ۱، ص ۱۱۴

۱۵۔ ترمذی، امام، جامع، ابواب الزکوٰۃ، باب ماجاء فی زکوٰۃ العسل، رقم الحدیث ۶۲۹

۱۶۔ شافعی، محمد بن ادریس، الأم، ج ۲، ص ۴۲

۱۷۔ ترمذی، امام، جامع، ابواب الزکوٰۃ، باب ماجاء فی زکوٰۃ العسل، رقم الحدیث ۶۲۹

۱۸۔ محمد تقی عثمانی، مولانا، درس ترمذی، ج ۲، ص ۳۷۸

۱۹۔ ترمذی، امام، جامع، ابواب الزکوٰۃ، باب ماجاء فی زکوٰۃ العسل، رقم الحدیث ۶۲۹

۲۰۔ ایضاً، ابواب الطہارۃ، باب ماجاء فی بول مایؤکل لحمہ، رقم الحدیث ۷۲

۲۱۔ کشمیری، انور شاہ، العرف الشذی شرح سنن الترمذی، ج ۱، ص ۱۰۷

۲۲۔ ترمذی، امام، جامع، ابواب الجنائز، باب ماجاء فی کراہیۃ الصلوٰۃ علی الجنازۃ عند طلوع الشمس وعند غروبہا، رقم الحدیث ۱۰۳۰

۲۳۔ ایضاً، باب ماجاء فیمن یقتل نفسہ لم یصل علیہ، رقم الحدیث ۱۰۶۸

۲۴۔ نووی، محی الدین، المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج، ج۷، بیروت: داراحیاء التراث العربی، ۱۳۹۹ھ، ص۴۷
۲۵۔ محمد عاقل، مولانا، الدر المنضود علی سنن ابی داؤد، ج۱، ص۳۴، ۳۵
۲۶۔ ترمذی، امام، جامع، ابواب الزکوۃ، باب ماجاء فی صدقۃ الفطر، رقم الحدیث ۶۷۶
۲۷۔ ایضاً، ابواب الصوم، باب ماجاء فی الصوم بالشہادۃ، رقم الحدیث ۶۹۱
۲۸۔ ایضاً، باب ماجاء فی السواک للصائم، رقم الحدیث ۷۲۵
۲۹۔ ایضاً، ابواب الجنائز، باب ماجاء فی ترک الصلوٰۃ علی الشہید، رقم الحدیث ۱۰۳۶
۳۰۔ ایضاً، ابواب الزکوۃ، باب ماجاء فی زکوۃ الحلی، رقم الحدیث ۶۳۶
۳۱۔ ایضاً، ابواب الجنائز، باب ماجاء فی رفع الیدین علی الجنازۃ، رقم الحدیث ۱۰۷۷
۳۲۔ ایضاً
۳۳۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، قرۃ العینین برفع الیدین فی الصلوٰۃ، الکویت: دارالأرقم، ۱۴۰۴ھ، ص۴۷
۳۴۔ کشمیری، انورشاہ، العرف الشذی شرح سنن الترمذی، ج۲، ص۳۵۲
۳۵۔ محمد عاقل، مولانا، الدر المنضود علی سنن ابی داؤد، ج۱، ص۳۴
۳۶۔ ترمذی، امام، جامع، ابواب الطہارۃ، باب ماجاء فی النہی عن البول قائماً، رقم الحدیث ۱۲
۳۷۔ ایضاً، باب ماجاء من الرخصۃ فی ذلک، رقم الحدیث ۱۳
۳۸۔ شہاب الدین، احمد بن لؤلؤ بن عبداللہ، عمدۃ السالک وعدۃ الناسک، قطر: الشؤون الدینیۃ، س ن، ص۲۰
۳۹۔ شوکانی، محمد بن علی، نیل الأوطار، ج۱، مصر: دارالحدیث، ۱۴۱۳ھ، ص۱۱۷
۴۰۔ ابوداؤد، امام، سنن، کتاب الطہارۃ، باب الاستبراء من البول، رقم الحدیث ۲۰، ۲۱، ۲۲
۴۱۔ ایضاً، باب البول قائما، رقم الحدیث ۲۳
۴۲۔ ترمذی، امام، جامع، ابواب الطہارۃ، باب ماجاء فی کراہیۃ فضل طہور المرأۃ، رقم الحدیث ۶۳
۴۳۔ ایضاً، باب ماجاء فی الرخصۃ فی ذلک، رقم الحدیث ۶۵
۴۴۔ ایضاً، ابواب الصلوٰۃ، باب ماجاء فی ترک الجہر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، رقم الحدیث ۲۴۴
۴۵۔ ایضاً، باب من رأی الجہر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، رقم الحدیث ۲۴۵
۴۶۔ ایضاً، ابواب السفر، باب کیف القراءۃ فی الکسوف، رقم الحدیث ۵۶۲، ۵۶۳
۴۷۔ ایضاً، ابواب الجنائز، باب ماجاء فی المشی امام الجنازۃ، رقم الحدیث ۱۰۰۹
۴۸۔ ایضاً، باب ماجاء فی المشی خلف الجنازۃ، رقم الحدیث ۱۰۱۱
۴۹۔ نعمانی، محمد عبدالرشید، ماتمس الیہ الحاجۃ لمن یطالع سنن ابن ماجہ، ج۱، ص۲۶
۵۰۔ ترمذی، امام، جامع، ابواب الطہارۃ، باب ماجاء ویل للأعقاب من النار، رقم الحدیث ۴۱
۵۱۔ ایضاً

۵۲۔ ایضاً، ابواب الصلوٰۃ، باب ماجاء لاصلوٰۃ بعد طلوع الفجر الارکعتین، رقم الحدیث ۴۱۹
۵۳۔ ایضاً
۵۴۔ ایضاً، ابواب الصوم، باب ماجاء فی صوم یوم السبت، رقم الحدیث ۷۴۴
۵۵۔ ایضاً
۵۶۔ ایضاً، ابواب الحج، باب ماجاء فی رمی الجمار راکبا و ماشیا، رقم الحدیث ۸۹۹
۵۷۔ ایضاً
۵۸۔ ایضاً، باب منہ دخلت العمرۃ فی الحج الی یوم القیامۃ، رقم الحدیث ۹۳۲
۵۹۔ ایضًا
۶۰۔ ایضاً، ابواب الطہارۃ، باب ماجاء فی کراہیۃ الاسراف فی الوضوء، رقم الحدیث ۵۷
۶۱۔ ایضاً، باب فی المضمضۃ من اللبن، رقم الحدیث ۸۹
۶۲۔ ایضاً، ابواب الصلوٰۃ، باب ماجاء فی الرجل ینسی الصلوٰۃ، رقم الحدیث ۱۷۸
۶۳۔ ایضاً
۶۴۔ ایضاً، باب ماجاء فیمن ادرک رکعۃ من العصر قبل اَن تغرب الشّمس، رقم الحدیث ۱۸۶
۶۵۔ ایضاً
۶۶۔ ایضاً، باب ماجاء فی کراہیۃ الخروج من المسجد بعد الأذان، رقم الحدیث ۲۰۴
۶۷۔ ایضاً
۶۸۔ ایضاً، باب ماجاء فی السکتتین فی الصلوٰۃ، رقم الحدیث ۲۵۱
۶۹۔ ایضاً، باب ماجاء کیف النہوض من السجود، رقم الحدیث ۲۸۷
۷۰۔ ایضاً، باب ماجاء فی الاشارۃ فی التشہد، رقم الحدیث ۲۹۴
۷۱۔ ایضاً، باب ماجاء اذا دخل احدکم المسجد فلیرکع رکعتین، رقم الحدیث ۳۱۶
۷۲۔ ایضاً، ابواب الجمعۃ، باب ماجاء فی استقبال الامام اذا خطب، رقم الحدیث ۵۰۹
۷۳۔ ایضاً، ابواب الزکوٰۃ، باب ماجاء من تحل لہ الزکوٰۃ، رقم الحدیث ۶۵۱
۷۴۔ ایضاً، ابواب الجنائز، باب کیف الصلوٰۃ علی المیت والشفاعۃ لہ، رقم الحدیث ۱۰۲۸
۷۵۔ ایضاً
۷۶۔ ایضاً، ابواب الطہارۃ، باب ماجاء من الرخصۃ فی ذلک، رقم الحدیث ۱۱
۷۷۔ ایضاً، باب ماجاء فی النہی عن البول قائما، رقم الحدیث ۱۲
۷۸۔ ایضاً، باب المضمضۃ والاستنشاق من کف واحد، رقم الحدیث ۲۸
۷۹۔ ایضاً، باب ماجاء فی اسباغ الوضوء، رقم الحدیث ۵۲
۸۰۔ ایضاً، باب ماجاء فی ترک الوضوء من مس الذکر، رقم الحدیث ۸۵

۸۱۔ ایضاً، ابواب الصلوٰۃ، باب ماجاء فی التثویب فی الفجر، رقم الحدیث ۱۹۸
۸۲۔ ایضاً، باب ماجاء فی الصلوٰۃ خلف الصفّ وحدہ، رقم الحدیث ۲۳۰
۸۳۔ ایضاً، باب ماجاء کیف النہوض من السجود، رقم الحدیث ۲۸۸
۸۴۔ ایضاً، باب ماجاء فی ترک القراءۃ خلف الامام اذا جہرالامام بالقراءۃ، رقم الحدیث ۳۱۲
۸۵۔ ایضاً، باب ماجاء فی الرجل یحدث بعدالتشہد، رقم الحدیث ۴۰۸
۸۶۔ ایضاً، ابواب الوتر، باب ماجاء فی فضل الوتر، رقم الحدیث ۴۵۲
۸۷۔ ایضاً، ابواب الزکوٰۃ، باب ماجاء فی زکوٰۃ الخضروات، رقم الحدیث ۶۳۸
۸۸۔ ایضاً، باب ماجاء فی زکوٰۃ مال الیتیم، رقم الحدیث ۶۴۱
۸۹۔ ایضاً، باب ماجاء فی العامل علی الصدقۃ بالحق، رقم الحدیث ۶۴۵
۹۰۔ ایضاً، باب ماجاء فی المتصدق یرث صدقتہ، رقم الحدیث ۶۶۷
۹۱۔ ایضاً، ابواب الصوم، باب ماجاء فی صیام ستۃ ایام من شوال، رقم الحدیث ۷۵۹
۹۲۔ ایضاً، باب ماجاء فی من نزل بقوم فلایصوم الا باذنہم، رقم الحدیث ۷۸۹
۹۳۔ ایضاً، ابواب الحج، باب ماجاء فی التمتع، رقم الحدیث ۸۲۴
۹۴۔ ایضاً، باب ماجاء فی کراہیۃ طرد الناس عندرمی الجمار، رقم الحدیث ۹۰۳
۹۵۔ ایضاً، ابواب الجنائز، باب ماجاء فی المشی اَمام الجنازۃ، رقم الحدیث ۱۰۰۹